

نیست جز مصطفیٰ مراد کار
ہست در دو جہاں محمد یار

مرحی

سلطانین العالمان ابی الحسن خوجہ محمد رفیع الدین
تصنیف

سلطانین العالمان ابی الحسن خوجہ محمد رفیع الدین
تصنیف

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکا
اتھاں چپ دی جاے لا کوئی نہیں سکا
ما سلطنت بہ کوچہ جاناں فروختیم
مورِ حقیر را بہ سلیمان فروختیم
کنار یار سے نکلا نہیں محمد یار
جہاں رہا وہ محمد سے ہمکنار رہا



شبیه مبارک

حضور پر نور عبدالشبی الختار حضرت خواجہ محمد یار فریدی قدس سرہ العزیز

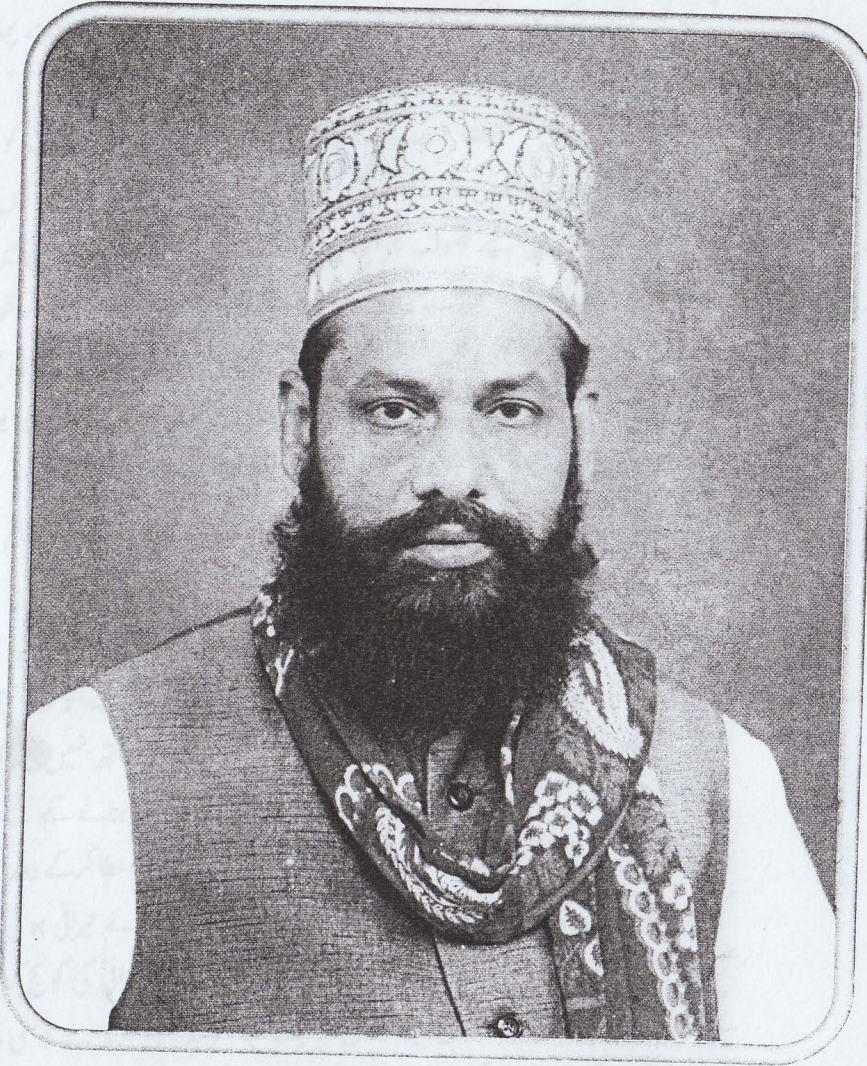
تولد پنج عس ۱۲ تا ۱۳ رجب المرجب



آستانہ عالیہ دربارِ محمدیہ کی جدید تعمیر

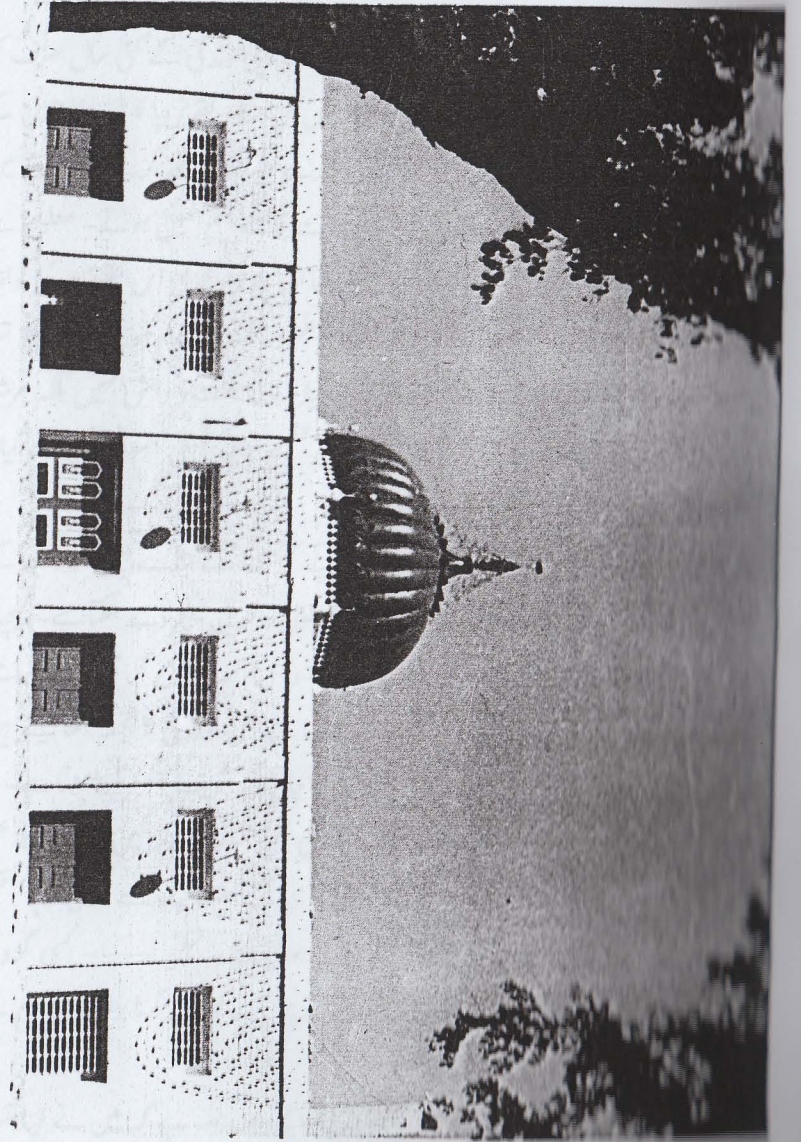


آستانہ عالیہ دربارِ محمدیہ کی جدید تعمیر



خواجہ غلام قطب الدین فریدی
 سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ
 گڑھی شریف ضلع جیم یار خاں

آستانہ عالیہ مبارک شریفہ فاضلہ



کے اپنے زمانے میں، آج کے عہد میں اس کے مرشد کی عطا کا ترش اسی طرح سے
ہاری رہے گا۔ یہ جو ان کی صوفیانہ تعلیمات اور روحانی اقدار ان کے آداب گفتار کے
لہجے اور ان کے تبحر علمی کے نمونے ان کی شاعری کے آئینے میں نظر آتے ہیں تو
انسانی علوم اور مدرسے کی تربیت کی بنا پر نہیں بلکہ اس مہکار کی بدولت ہیں جو مرشد
کے بس سے پیدا ہوئی ہے۔

روہی کے اس چکارے کو عقل و دانش، اظہار و اسلوب، عرفان حق یا تلاوت
الوہود کی جدول اور وجدان کی اصطرباب سے تلاش نہیں کیا جاسکتا، اس کے لیے صحرا
کے ماشقوں نے ایک اور ہی اصول طے کر رکھا ہے کہ۔

مشام تیز سے صحرا میں ملتا ہے سراغ اس کا
ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آ ہوئے تاتاری

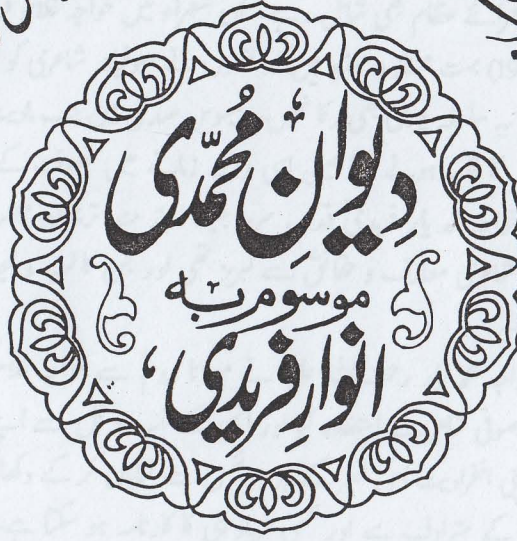
اشفاق احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

موسم بہ

ماہیت و مقام محمدیاری

نیت خیر مصطفیٰ را کار



تصنیف
سلطان محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابی ارشد خواجہ محمد رفیع فریدی مدظلہ

— باہتمام —

خواجہ غلام قطب الدین سجادہ نشین



استدلال بحق شعر

از :- غزالی زبان علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

گر محمد نے محمد کو خدا مان لیا

پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دعا باز نہیں

سلام مسنون دعا۔

حضرت قبلہ خواجہ محمد یار صاحب کا وہ شعر جو تم نے لکھا ہے، اور اسی جیسی دوسری عبارات (جو مسلم بین الفریقین علماء کی کتابوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں) مسئلہ وحدۃ الوجود پر مبنی ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تعینات سے قطع نظر کر کے موجود حقیقی یعنی مابہ الوجودیت حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں۔ ہر شے کا یہی حال ہے کہ تعینات کا انتقا ہو جائے تو حقیقت حقہ کے سوا کچھ نہوگا، اس میں نبی غیر نبی حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی خصوصیت نہیں، لیکن عامہ خلافت مظاہر ناقصہ ہیں۔ اور اولیائے کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے کامل مظہر ہیں، اور انبیاء علیہم السلام ان سے زیادہ مظاہر کمال اور جمیع کائنات سے اکمل و افضل مظہریت حضور سید عالم ﷺ کے لیے حاصل و ثابت ہے۔ اس لیے کہ کمال امور اضافیہ یعنی سے ہے۔ دیکھئے خواجہ محمد یار صاحب کے شعر کا مضمون حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے کلام میں ہے۔ فتوحات یکہ جلد ثانی ص 167 'انت تحسبہ محمد العظیم الشان کما تحسب السراب ماء وهو ماء فی رای العین فاذجنت محمدا لم تجد محمدا وجدت اللہ فی صورة محمدیہ رئیتہ برویۃ محمدیہ' یعنی تم محمد عظیم الشان ﷺ کو محمد گمان کرتے ہو جیسے کہ تم

سراب کو دور سے دیکھ کر پانی سمجھتے ہو اور وہ ظاہری نظر میں پانی ہی ہے، مگر حقیقتاً آب نہیں ہے۔ بلکہ سراب ہے۔ اسی طرح جب تم محمد ﷺ کے قریب آؤ گے تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پاؤ گے، بلکہ صورت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو پاؤ گے، اور رویتہ محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔) اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں اسی قسم کا مضمون موجود ہے۔ انتباہ کے ص 92 پر فرماتے ہیں، صورت مرشد کہ ظاہراً "دیدہ میشود مشاہدہ حق سبحانہ، و تعالیٰ است، در پردہ آب و گل و صورت مرشد کہ در خلوت نمودار میشود آل مشاہدہ حق تعالیٰ است بے پردہ آب و گل۔ غور کیجئے صورت مرشد کے دیکھنے کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اور آب و گل یعنی جسمانیت اور بشریت کو محض ایک پردہ قرار دے رہے ہیں۔ آج کے دیوبندی وحدۃ الوجود کے بھی منکر ہیں۔ حالانکہ جن حضرات کو یہ اپنے مشائخ قرار دیتے ہیں وہ اس مسئلہ پر بڑے متشدد اور حریص رہے ہیں۔ دیکھئے انور شاہ صاحب کشمیری اپنی کتاب فیض الباری جلد رابع ص 428، حدیث شریف فکنت سمعہ الذی یسمع بہ کے تحت دیوبندیوں کے بیان کردہ معنی کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ قلت و هذا عدول عن حق الالفاظ لان قوله کنت سمعہ الذی بصیفة المتکلم یدل علی انه لم یبق من المتقرب بالنوافل الا جسده و شعبه و صار المتصرف فیہ الحضرة الالهیة فحسب وهو الذی عناء الصوفیۃ بالفناء فی اللہ تعالیٰ ای الانسلاخ عن دواعی نفسه حتی لا یكون المتصرف فیہ الا هو و فی الحدیث لمعة الی وحدۃ الوجود و کان مشائخنا مولعون بتلک المسئلة الی زمن الشاہ عبدالعزیز اما انا فلست بمتشدد فیہا۔ انتہی یعنی کنت سمع الذی کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کے کان آنکھ وغیرہ اعضاء حکم الہی کی نافرمانی نہیں کرتے، حق الفاظ سے عدول کرنا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کنت سمع الذی میں کنت صیغہ متکلم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متقرب بالنوافل یعنی بندہ میں سوائے جد و صورت کے کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے اور یہی وہ معنی ہیں جن کو حضرات صوفیائے کرام

کیا کون، حیرت میں ہوں رتبہ رسول اللہ کا

سب بڑوں کے بڑا چھوٹا رسول اللہ کا

بندگی سے آپ کی ہم کو خداوندی ملی

ہے خداوند جہاں بندہ رسول اللہ کا

مرگئے مرتے ہیں لاکھوں حسرت دیدار میں!

پر نہیں اٹھتا نہیں پردہ رسول اللہ کا

حقِ دقیمہ ہے ہر مصطفیٰ مسل علی

آہِ راج رہے کہ رسول اللہ کا

خاکِ پائے مصطفیٰ حق سے فرمائی قسم

وہ ہو سکتا ہے ہم پایہ رسول اللہ

قدرتِ قادر ہے بجز جملہ ممکنات

پر بنا سکتا نہیں ہمت رسول اللہ کا

میرے حسنِ عہد کی تک ہو بیاں

باب و مملوک ہے سارا رسول اللہ کا

واجب و ممکن یہاں ملتے ہیں اے موسیٰ و خضر

مجمع البحرین ہے چشتا رسول اللہ کا

بُحْدَاخِرُ ذَا لَہ عور و ملک جن و بشر

دیکھ لیں بے پردہ گر مٹھڑا رسول اللہ کا

آپ ہیں یکتا خدا یکتا کی یکتائی کو دیکھ

شانِ یکتائی میں ہے جلوہ رسول اللہ کا

ہے نظیرِ احمد مرسل یقیناً متغ

اس لیے ملتا نہیں سایہ رسول اللہ کا

نعتِ خواں بیکلِ تو اب بس کریبانِ مصطفیٰ

تیرے لفظوں میں نہیں معنایا رسول اللہ کا



قبلہ قبلہ غریب نواز کعبہ اولیا غریب نواز

ہے ہزار الشفاء عثمانی مرہم لادوا غریب نواز

منکروں کو لگے میں تیغ سے تیز دل سے جب نکلیے غریب نواز

مُسکرو کب ندائے غائب ہے دیکھ لو جا بجا غریب نواز
 دلبر با وفا غریب نواز کانِ جود و حیا غریب نواز
 دشمنوں کا بھلا ہوا تم سے دوستوں کا بھلا غریب نواز
 تیرا میخانہ سُن کے آیا ہوں دُور سے مئے پلا غریب نواز
 سُن رہا ہوں کہ تیرے در پر ہے میرے دل کی دوا غریب نواز
 میری بگڑی کہیں نہیں بنتی تُو بنا، تُو بنا غریب نواز
 دل ہے ویراں، بنا غریب نواز گھر ہے اُجڑا بسا غریب نواز
 کمر برائے خدا، برائے رسول میری حاجت و غریب نواز
 میں غریب اور تو غریب نواز لطف فرماؤ یا غریب نواز
 مجھے دارالشفایلا تیرا در ہے دارالشفای غریب نواز
 یک نظر از تو تا ابد کا ہے چشمِ رحمت کُشا غریب نواز
 یک نظر از تو کرمِ مستغنی از کہ از ماسوا غریب نواز
 دافع ہر بلا غریب نواز رافع رُتبہ ہا غریب نواز
 توجو چاہے تو دل میں غل نہ ہے میرا دل کرمِ صفا غریب نواز

مجھے دشمن کی ضرب میں ہر دم نہ رکھو مُبْتَلا غریب نواز
 مار دشمن کو یا سُدھار اس کو دوسے اک کر دکھا غریب نواز
 کیا کہوں مختصر ہی کہنا ہے دل کا ہو مَدعا غریب نواز
 بکسلا گر ترانہ خواہی بشنو از ماکہ یا غریب نواز

○
خدا کی پاک صورت کو محبت سے کہتے ہیں

محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں
 حَسین جتنے ہیں عالم میں غلامانِ محمد ہیں
 اسی کو حُسْن والے حُسْن عالمگیر کہتے ہیں
 فرید الدین کی تنویر کو سب دیکھنے والے
 محمد مصطفیٰ کے حُسْن کی تصویر کہتے ہیں
 نگاہ و زُلف نے مل کر مسخر کر لیا عالم
 نگہ شمشیر زُلفِ یار کو زنجیر کہتے ہیں

شہنشاہ جہاں ہو کر جہاں کی پاسبانی کی

شہنشاہی میں شانِ پاسبانی دیکھتے جاؤ

نشاں میں بے نشاں کی بے نشانی دیکھتے جاؤ

مکان میں لامکان کی لامکانی دیکھتے جاؤ

محمدؐ میں فنا ہو کر محمدؐ بن کے نکلا ہے

حبیبِ کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ



سُورۃِ رحمان ہے تصویرِ میرے پیر کی

عَلَّمَ الْقُرْآن ہے تقریرِ میرے پیر کی

کیا کہوں کس سے کہوں کہنے کی حاجت ہی نہیں

کھلتی ہے تصویر سے توقیرِ میرے پیر کی

دیکھتے ہی مٹ گیا نقشِ خودی دل سے میرے

راجمِ شیطان ہے تصویرِ میرے پیر کی

منکر دیدار کو افسار ہوتا ہے نصیب

حجت و بُرہان ہے تصویرِ میرے پیر کی

کیا خدا کی شان ہے یا غرورِ خدا ہے جلوہ گر!

ملتی ہے اللہ سے تصویرِ میرے پیر کی

کیا عجب جذباتِ زلفِ سلسلِ آپ کی

وحشیوں کی جان ہے زنجیرِ میرے پیر کی

جن و انسان و ملک، عور و فلک سجدہ میں ہیں

بس خلافت ہو چکی تحریرِ میرے پیر کی

مُتَّفِق ہیں کافر و مُسْلِم فرید الدین میں

کیا نرالی شان ہے تسخیرِ میرے پیر کی

سنگِ دل جیسا ہو میرے سامنے ہوتا ہے موم

یہ میری صوت میں ہے تاثیرِ میرے پیر کی

خاکِ نر ہو تی ہے پتھرِ لعل بنتے ہیں یہاں

باعثِ ایمان ہے اکسیرِ میرے پیر کی

اک نگاہ فرید کے صدقے بے گناہ ہو گئے گناہ میں ہم !
 ہم کو جنت ملی ہے دنیا میں کیوں رہیں آخرت کی چاہیں ہم
 بے گناہوں نے جب کہ طعن کیے چو گئے ہو گئے گناہ میں ہم
 ہم کو عصمت ملی ہے رحمت سے گرچہ مشاق ہیں گناہ میں ہم
 پھپ گئے گرچہ حکم نافذ تھا دامن رحمتِ الہ میں ہم
 ہم محمد ہیں درس دیتے ہیں
 عشق احمد کی درس گاہ میں ہم



جو ہمارے یار تھے وہ چل بے جو نکو کردار تھے سب چل بے
 اب تو دل میں ہے فقط خارِ فراق جو گلوں کے ہار تھے سب چل بے
 اب تو نادانوں کی بستی ہے جہاں جو بڑے ہوشیار تھے سب چل بے
 دل کو اک دم بھی نہیں ملتا سکون دل کے جو دلدار تھے سب چل بے
 شیر افضل ہم شریف ہم غلام چار تھے غمخوار تھے سب چل بے
 سندھ میں عبد المجید بادشاہ وجد میں طیار تھے سب چل بے

کو دکر فی الہ را خاستر ہوئے عشق کے کفار تھے سب چل بے
 عشق کے سلطان بدشتِ کربلا تشنہ دیدار تھے سب چل بے
 گشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہرزماں دیدار تھے سب چل بے
 عشق کی بازی کو جت کر چت کرے کیا بڑے ہونہار تھے سب چل بے
 جو محمد بن کے رکھتے تھے دھیان
 خود محمد یار تھے سب چل بے



کہا کہوں کیا عشق میں یارو کہ کیا معلوم ہوتا ہے
 بہر صورت بہر صورت خدا معلوم ہوتا ہے
 خدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے
 جسے کہتے ہیں بندہ خود خدا معلوم ہوتا ہے ✓
 محمد سے جدا ہو کر خدا کی جستجو والا !
 خدا کو چھوڑ کر اہل ہوا معلوم ہوتا ہے

اٹلاک سبز سجدہ ہیں آدم کے وقت سے
 کلیں کی سبز زمین کے اٹلاک دیکھیے
 اٹلاک جھک رہے ہیں کسی کی زمین پر
 کلیں میں آ کے منکرِ سبباک دیکھیے
 مدت سے آرزو تھی کہ کچھ آرزو نہ ہو
 میرا علو ہمت و ادراک دیکھیے
 میں ایک خارزار ہوں گلزار میں تیسرے
 گل تیرے دیکھے جہاں میں خاشاک دیکھیے
 ہر سال لاکھوں آتے ہیں ہنستے ہوتے یہاں
 اک رونے والا آیا ہے غمناک دیکھیے
 رہتے ہیں پاک بندے ہزاروں حضور میں
 مخدوم پاک بندہ ناپاک دیکھیے
 بد ہیں اگرچہ کام محمد ہے نیک نام
 انجام نیک لے گیا چالاک دیکھیے

محمد مصطفیٰ محشر میں طہ بن کے نکلیں گے
 اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا بن کے نکلیں گے
 حقیقت جن کی شکل تھی تماشائے نکلیں گے
 جسے کہتے ہیں بندہ قتل ہوا شہ بن کے نکلیں گے
 بجاتے تھے جوانی عبودہ کی بنسری ہر دم
 خدا کے عرش پرانی انا اللہ بن کے نکلیں گے
 لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی سمجھا
 نمر بن کے آئے تھے تجلی بن کے نکلیں گے
 بشر کے رنگ میں بیرنگ ہی کا جلوہ نہاں تھا
 بشر کے رنگ والے اصغر بن کے نکلیں گے
 رسولوں کے نبیوں کے قیامت میں حکومت
 وہ مالک بنے نکلیں گے وہ مولانا بن کے نکلیں گے
 بپا نعل عبودیت برتا ج الوہیت
 خدا بیتا کی یکتائی کا نقشہ بن کے نکلیں گے۔

ہلوں سے حُسنِ یار کے آتی ہے یہ صدا
 دیکھو ہمارے حسن کے طوفاں نئے نئے
 مقتل میں جا کے خنجرِ خونخوار کے تے
 سر رکھ رہے ہیں عاشقِ جاناں نئے نئے
 احمد احد میں ترق نہیں اے محمدؐ
 عشاقِ یار رکھتے ہیں ایماں نئے نئے



اندازِ حسینوں کو سکھاتے نہیں جاتے
 جو اُمّی لقبِ بول وہ پڑھائے نہیں جاتے
 ہر ایک کا حصّہ نہیں دیدار کسی کا!
 بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے
 میں کیا کہوں کس رنگِ ادبِ بے دل میں
 بے درد کو یہ درد سناتے نہیں جاتے

عشاق کا حصّہ ہے امانت کا اٹھانا
 افلاک سے یہ بوجھ اٹھائے نہیں جاتے



کیا کہوں اپنی حقیقت کوئی ہمارا نہیں
 کوئی ہمد نہیں اپنا کوئی دمساز نہیں
 ساتھ لے لو مجھے اے قافلے والو! لے لو
 میں رہا جاتا ہوں مجھ میں ہنگامِ تازہ نہیں
 مٹ گئے خاک ہوئے کوچے میں اس ظالم کے
 پھر وہ کہتے ہیں کہ تو قابلِ ہم راز نہیں
 ہمتِ عشق کا اک گام فقط کافی بھتا
 کیا کروں اب میری ہمت میں پرواز نہیں
 خنجرِ ناز نے جب قتل کیا عاشق کو
 مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ناز نہیں

ایک ٹھوکر سے ہزاروں کو جلایا لیکن

میری نوبت میں کہا ہم میں یہ اعجاز نہیں

گر محمدؐ نے محمدؐ کو خدا مان لیا

پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے غاباز نہیں



الحمد آج پہنچا ہوں اس سمیر کے پاس

جس کا مقام رہتا ہے قلبِ جگر کے پاس!

میرے جگر کے چاک کو سینا حرام ہے

کیوں دروند جائے کسی بخیہ گر کے پاس

سوزِ فراق نے میرا سینہ جلا دیا!

عینِ وصال میں ہوں میں ناسِ قمر کے پاس

سونا ہی بن گئے نہ سونے سے اہلِ دل

اس واسطے میں سوتا ہوں اک نوگرہ کے پاس

مرہم گئے تو مرہم دردِ جگر ملی!

مرمر کے آج پہنچی ہے زخمِ جگر کے پاس

دردِ فرید میرا بُراقِ عروج ہے

لے جائے گا اڑا کے محمدؐ نگر کے پاس

گرچہ گنہگار ہوں ابنِ لفرید ہوں

میرا لکھ کر و میرے اپنے پدر کے پاس



رنگ دیکھا عجب زمانے میں خُم ہیں خالی شراب خانے میں!

آج آئے تو کل ہوئے واپس! کیا ملا ہم کو آنے جانے میں

کارخانے میں خاک چھانی ہے وہم تھا صرف کارخانے میں

میری مٹی حنراب کر ڈالی کھپٹی تھی خراب خانے میں

نا را دی میری مرا دہنی! کیا ملے گا مراد پانے میں

یا فرید الزماں کر م کرنا! کیا کمی ہے تیرے خزانے میں

تیر کس کس کے ایسا مارا ہے کہ مچی دھوم ہے زمانے میں